رسائل و مسائل

بے ڈاڑھی امامت اور بنک ملازمت

سوالات:-

(۱)

راقم حافظ قرآن ہے اور ڈاڑھی نہ ہونے کے باوجود قرآن پاک تراویح میں سُناتا ہے۔ پچھلے رمضان اس مسئلے پر مسجد میں بڑا ہنگامہ ہوا۔ مفتی ولی حسن ٹونکی صاحب کا فتوٰی لاکر مسجد میں چسپاں کیا گیا کہ بغیر ڈاڑھی والے کے پیچھے کوئی نماز نہیں ہوسکتی خواہ فرض ہو سنّت ہو یا نفل ہو۔ اس فتوٰی کے بعد میری طبیعت بڑی مکدر رہوئی کیونکہ دو تین مقتدیوں نے اس فتوے کے بعد میرے پیچھے نماز تراویح پڑھنا چھوڑ دی اور ہر شخص جو بھی ملتا یہی کہتا کہ بھئی اب تو رکھ ہی لو۔ خدا کا شکر ہے کہ راقم کو ڈاڑھی سے کوئی چڑ نہیں، بلکہ پختہ ارادہ ہے کہ ڈاڑھی رکھوں گا۔ لیکن اس سے نماز کا تعلق سمجھ میں نہیں آتا اور کئی سوالات ذہن میں آتے ہیں جو آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں امید ہے کہ آپ تحقیقی اور مسکت جواب مرحمت فرمائیں گے۔

۱۔ اگر بے ڈاڑھی والے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی تو بے ڈاڑھی والے مقتدی کی نماز کس اصول سے صحیح ہو گی۔ اگر نہیں ہو گی تو فتوٰی کی نوعیت عام ہونی چاہیے، صرف امام کو ڈاڑھی کا پابند کرنا کیسے صحیح ہو گا؟

۲۔ میں نے فقہ حنفی کی کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ فاسق و فاجر کے پیچھے

بھی نماز ہو جاتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو بے ڈاڑھی والے کسی نیک نمازی کے پیچھے نماز کیوں نہیں ہو سکتی؟

۳۔ میں نے فقہ حنفی کی کتاب میں یہ بھی پڑھا کہ نماز کی امامت کے لحاظ سے کون کون مناسب ہے۔ ان وجوہ ترجیح (PRIORITIES) میں ڈاڑھی کا کہیں ذکر نہیں۔

۴۔ بہت سے گناہ ایسے ہیں جن میں اکثر حضرات مبتلا ہیں اور ہمارے مولوی صاحبان بھی مستثنیٰ نہیں۔ ان گناہوں پر بڑی وعیدیں آئی ہیں، مثلاً جھوٹ بولنا منافق کی نشانی ہے۔ بہتان لگانا، غیبت کرنا مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ اسی طرح بدگمانی کرنا جس کے لیے قرآن کہتا ہے کہ "ان بعض الظن اثم" جب کہ ڈاڑھی رکھنے کے بارے میں حضورؐ کا حکم ہے، لیکن ڈاڑھی نہ رکھنے والے کے لیے جزا و سزا میرے علم میں نہیں آئی۔ جب ڈاڑھی والے حضرات مولوی صاحبان مندرجہ بالا گناہوں کا ارتکاب کرتے ہوئے لمبے لمبے خطبے اور نمازیں پڑھا سکتے ہیں تو بے ڈاڑھی والے نے آخر ایسا کونسا قصور کیا ہے کہ نماز تراویح کی امامت بھی مشکل ہو جائے، جب کہ وہ حافظِ قرآن ہو، قرآن کا حافظ یا عالم ہونا خود ایک بڑی وجہ ترجیح ہے۔

۵۔ احادیث میں ایک روایت آئی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک علاقے کے کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور امام کے بارے میں پوچھا، کیسا ہونا چاہیے۔ آپ نے فرمایا وہ جو تم میں سب سے زیادہ قرآن مجید پڑھا ہو۔ وہ لوگ واپس چلے گئے۔ اتفاق سے ایک نوعمر بچے کو قرآن مجید یاد تھا۔ جب نماز کا وقت آیا تو انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں اُسے امام بنا دیا۔ پیچھے صفوں میں عورتیں بھی تھیں، اتفاق سے بچے کا ستر درست نہیں تھا۔

نماز کے بعد عورتوں کی صف سے آواز آئی کہ اپنے امام کا ستر درست کراؤ۔

مقصد میرا کہنے کا یہ ہے کہ اسی سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام کو قرآن مجید کا جاننے والا ہونا کافی ہے خواہ لفظاً خواہ معناً۔ معنوی علم رکھنے والا زیادہ قابلِ ترجیح ہے۔

(۲)

اب جب کہ موجودہ حکومت اسلامی نظام کے نفاذ کے اقدام کر رہی ہے اور بنکوں میں بلاسُودی کاؤنٹر کھول دیے گئے ہیں اور امید ہے کہ مستقبل میں بھی مزید اقدامات کیے جائیں گے، تاوقتیکہ پورا معاشی کاروبار سُود سے پاک نہ ہو جائے، تو کیوں نہ لوگوں کو اور خصوصاً تحریکِ اسلامی سے وابستہ افراد کو اجازت دی جائے کہ وہ بنکوں کی سروسز اختیار کریں، تاوقتیکہ وہ بھی مستقبل کے معاشی نظام کے کارآمد پرزے بن سکیں بلکہ اسے چلانے والے ہاتھ بھی وہی ہوں۔

دوسرے یہ کہ جب سے بنک قومی تحویل میں لیے گئے ہیں، بنکوں کی سروس ایک سرکاری ملازمت اختیار کر گئی ہے اور اگر سرکاری ملازم ہونے میں کوئی حرج نہیں تو پھر بنک کی سرکاری نوکری کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟

تیسرے یہ کہ حکومت کا سارا ہی کاروبار سود پر چل رہا ہے۔ مثال کے طور پر میں ٹریژری آفس میں کام کرتا ہوں اور ہمارے پاس جو اکاؤنٹ بنتا ہے۔ اس میں سُودی اور غیرسُودی تمام قسم کے کھاتے شامل ہیں، اس بارے میں کیا رائے ہے؟

چوتھے یہ کہ موجودہ دور میں حکومت خود ایک تجارتی ادارہ بن کر رہ گئی ہے۔ حکومت کا کوئی بھی شعبہ ہو اس میں سب سرمایہ خلط ملط ہو کر رہ گیا ہے۔ حکومت جو رقم اپنے محکموں کو عطا کرتی ہے وہ بنک کے ذریعے دیتی ہے اور اس پر لگنے والا سود بھی وہ محکمے حاصل کرتے ہیں اور اپنے ملازموں